

امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

۵

برادیت حکیم الامت مولانا تھانویؒ

علوم و معارف

۴۴۔ فرمایا ایک شخص نے حضرت مولانا گنگوہیؒ سے عرض کیا کہ ایک صاحب ہیں انہیں میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے مجھ کو سماع کی اجازت دی ہے، حضرت نے جواب میں فرمایا کہ اگر ایسا ہوا بھی ہو تو حجت نہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ جس فن کے امام ہیں اس میں ہم ان کے غلام ہیں باقی یہ مسائل نفیہ ہیں، اس میں فقہا کا اتباع کیا جائے گا۔ دیکھئے حضرت مولاناؒ ہمیشہ حضرت حاجی صاحبؒ کے خطوط میں اپنے نام کیساتھ یہ ہی لکھتے تھے ”کترین“ ”غلام“ ”کینہ“ ”خدام“ مگر اس موقع پر صاف صاف حقیقت ظاہر کر دی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ان مسائل میں حضرت ”گوہم سے فتویٰ لے کر عمل کرنا چاہئے نہ کہ ہم آپ کے قول پر عمل کریں۔ حضرت گنگوہیؒ میں انتظامی شان بڑی زبردست تھی جس کو بعض بد فہموں نے نخوت سے تعبیر کیا، نخوت نہ تھی۔ (الاضافات الیومیہ ص ۷۲۷، ۷۱۴)

۴۵۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ برسوں کے مجاہدہ اور ریاضت کے بعد اگر یہ سمجھ میں آجائے کہ مجھ کو کچھ حاصل نہیں ہوا تو اس کو سب کچھ حاصل ہو گیا۔ لیکن آجکل تو بھول کر بھی یہ خیال نہیں ہوتا، دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ ذرا ذرا سے بچے شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، شیخ الادب، کہلائے جانے پر نازاں ہیں۔ مگر ابھی تک کوئی شیخ الشرائع نہیں ہوا۔ (الاضافات الیومیہ ص ۷۳۸)

۴۶۔ فرمایا ایک مرتبہ حضرت گنگوہیؒ کے پاس ایک شخص نے آکر غالباً یہ کہا کہ حضرت میرا نکاح نہیں ہوتا۔ آپ نے تعزینہ لکھ کر دے دیا اس میں یہ لکھا کہ اے اللہ میں کچھ جانتا نہیں اور یہ مانتا نہیں اور یہ تیرا غلام تو جانے اور تیرا کام، بس نکاح ہو گیا۔ (الاضافات الیومیہ ص ۷۴۹)

۴۷۔ فرمایا حضرت حاجی صاحبؒ نے مولانا گنگوہیؒ کو اجازت دی تھی یوں ہی فرما دیا تھا کہ اگر کوئی بیعت ہونا چاہے تو انکار مت کرنا۔ مولاناؒ نے عرض کیا کہ میں بیعت کے قابل نہیں۔ حضرتؒ

نے فرمایا کہ تم کیا جانو ہم جو کہتے ہیں وہی کرنا۔ جب مولانا گنگوہہ پہنچے، گنگوہہ میں ایک بی بی تھیں، اس نے حضرت گنگوہیؒ سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے بیعت فرمانے سے انکار کر دیا۔ اتفاق سے حضرت حاجی صاحبؒ بھی گنگوہہ تشریف لے گئے، اس بی بی نے حضرت سے بیعت نہ کرنے کی شکایت کی۔ حضرتؒ نے مولانا سے فرمایا انکو بیعت کیوں نہیں کر لیتے۔ مولانا نے عرض کیا اب تو حضرتؒ خود تشریف رکھتے ہیں، حضرت ہی بیعت فرمائیں۔ فرمایا یہ کیا مزدوری ہے ایک شخص کو تم سے عقیدت ہے مجھ سے نہیں، تم ہی کرو۔ غرضیکہ حضرتؒ نے ان بی بی کو اپنے سامنے مولانا سے بیعت کرایا۔ یہاں ایک مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مدار اس طریق میں مناسبت پر ہے سوا اگر پیر سے مناسبت ہو اور پیر کے پیر سے مناسبت نہ ہو تو پیر ہی کی طرف توجہ کرے اس کے پیر کی طرف نہ کرے۔ کہ ادب اور تعظیم اسکی بھی مزدوری ہے۔ حضرت گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجلس میں حضرت جفیدؒ اور حضرت حاجی صاحبؒ دونوں ہوں تو ہم جفیدؒ کی طرف اٹکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں وہ حضرت حاجی صاحبؒ کے پیر ہوں گے۔ ہمارا تعلق تو حضرت حاجی صاحبؒ سے ہے، افسوس پھر بھی ان حضرات کو دہائی اور خشک کہتے ہیں۔ بڑا ظلم کرتے ہیں۔

(الاضافات الیومیہ ص ۳۲۲ التعاط بالغير ص ۱۶)

۴۸۔ فرمایا۔ مولوی سالار بخش صاحب گو صحیح الادراک نہ تھے۔ مگر ذہین بڑے تھے۔ ان کی باتیں عجیب و غریب ہوتی تھیں۔ باہر جب نکلتے تھے تو منہ پر نقاب ہوتا تھا کہ کہیں کا فر کو ان کا چہرہ نظر نہ آجائے۔ ایک شخص تھا قمر الدین نام کا، اس سے کچھ خفا ہو گئے تھے۔ ایک روز وعظ میں بیان کیا کہ اسکو بعض لوگ کہتے ہیں، کمر د یعنی جھوٹا منہ، بعض کہتے ہیں خمر د یعنی ٹیڑھا۔ بعض کہتے ہیں قمر وہ اصل میں قمر ہے۔ یعنی آٹھ چلا جا۔

ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ مولوی صاحب سالار بخش کیا نام ہے جسکے معنی ہیں سالار کا بنشا ہوا۔ یہ تو شرک ہے۔ کہتے ہیں یہ تو اللہ کا نام ہے۔ یہ اصل میں ہے سال آر یعنی سال کا لانے والا، وہ کون ہوا بجز اللہ تعالیٰ کے۔

حضرت مولانا گنگوہیؒ کو ان کی طرف سے خیال تھا کہ یہ میرے بتلائے ہوئے مسائل پر ناحق کے اعتراضات کریں گے۔ بس یہ تدبیر کی کہ ایک مرتبہ مولوی سالار بخش صاحب گنگوہہ آئے ہوئے تھے، حضرت مولانا سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا، حضرت نے فرمایا کہ آج کل مولوی سالار بخش صاحب آئے ہوئے ہیں، وہ ہم سب کے بڑے ہیں ہم ان کے ہوئے ہوئے مسئلہ کیا بتائیں،

انہیں سے جا کر دریافت کرو۔ یہ شخص دہاں پہنچا، اور جا کر مولوی صاحب سے مسئلہ دریافت کیا۔ اور حضرت کا یہ قول بھی نقل کر دیا۔ مولوی صاحب اس کو سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ وہ بھی بڑے عالم ہیں، انہیں جا کر دریافت کرو، ہم نے یہ کام انہی کے سپرد کر دیا ہے، اب یہ سلسلہ ہو گیا کہ جو مولوی صاحب کے پاس مسئلہ پر پھنسنے آتا حضرت کا نام بتلا دیتے۔ یہ حضرت کی فراست تھی کس لطیف تدبیر سے کام نکال لیا۔ سچ یہ ہے کہ اس زمانہ کے مجاہدین بھی اچھے ہی تھے، آج کل کے تو مجاہدین بھی شاید ایسے نہ ہوں۔ ایسا کوئی کر کے تو دکھلا دے، اور ہمیشہ حضرت کے ثنا خواں رہے۔ (الاضافات الیہ ص ۶۷)

۴۹۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ اپنے رسالہ خوان فیل جام ص ۱۱ کے واقعہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”ایک بار خود حضرت مولانا علیل احمد صاحب سہارن پوریؒ نے خود افادہ فرمایا اور زیادہ یاد یہ پڑتا ہے کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ سے نقل فرمایا تھا کہ قرآن مجید میں جو اوقات لازمہ ہیں وہ ایسے ہی مواقع پر ہیں جہاں وصل کرنے سے ایہام غلات کا مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ اس آیت میں کفار کا قول منقول ہے: وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ اور وَلَدٌ پر وقف نہیں مالا لکہ قاعدہ مذکور کا مقتضا یہاں پر لزوم وقف تھا، کیونکہ وقت نہ ہونے سے ایہام ہوتا ہے کہ سجادہ بھی ان ناملین کا قول ہے، حالانکہ یہ ان کے قول اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا کا رد و ابطال ہے، سو اس میں نکتہ یہ ہے کہ تنزیہ میں جہاں تک ہو کی جائے تاکہ تالی یا اساتذہ کو منافعین تنزیہ کے قول کے بعد ذرا بھی انتظام نہ ہو کہ اس قول کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا گیا ہے۔ انتہی (ماہنامہ النور ص ۳۴۷ ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ)

۵۰۔ فرمایا۔ ایک رئیس حضرت مولانا گنگوہیؒ کے واسطے ایک نہایت قیمتی خوشنما بھڑکدار پوسٹین لائے تھے کہ حضرت اسکو پہنا کریں۔ مولانا نے ایک نواب صاحب کو دے دیا اور فرمایا کہ نواب صاحب! اسکو آپ پہن لیجئے۔ آپ کے کپڑوں پر یہ اچھی لگے گی، کیونکہ آپ کا اور لباس بھی اس کے موافق قیمتی ہوگا، اور میں لٹھے، گھاڑھے دھو تر کے اوپر اسکو پہن کر کیا اچھا لگوں گا۔ پھر اسکی حفاظت کپڑے سے کون کرے گا۔ مجھے اتنی فرست نہیں۔ فضول اسکو رکھ کر ضائع کر دوں۔ غرض اہل اللہ اپنے بدن کے واسطے یہ جھگڑے پسند نہیں کرتے۔ (الفاظ القرآن ص ۵۵)

۵۱۔ فرمایا اہل معرفت نے تو ناراضی کے شبہ پر خودکشی تک کر لی ہے۔ گویہ غلطی تھی کیونکہ خودکشی میں تو ناراضی زیادہ ہے تبصن میں تو احتمال ہی احتمال ہے کہ شاید وہ ناراض ہیں۔ خودکشی میں

ناراضی منتیں ہے مگر اس وقت اضطراب اور گھٹن ایسا ہوتا ہے کہ ان مقدمات کی طرف خیال ہی نہیں جاتا۔ اس لئے ممکن ہے کہ یہ خودکشی کرنے والے معذور ہوں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کی معرفت ناقص معنی کامل نہ تھی۔ اس لئے سارے پہلوؤں پر نظر نہ گئی۔ محقق کی نظر وسیع ہوتی ہے، وہ ہر پہلو پر نظر رکھتا ہے، اس لئے وہ سخت گھٹن میں ہوتا ہے کہ نہ جینے دیتے ہیں نہ مرنے دیتے ہیں وہ اس وقت یوں کہتا ہے۔

اے حریفانِ راہ ہمارا بست یار آہوے لنگم و اوشیر شکار

غیر تسلیم و رضا کو چارہ در کف شبیر نہ خورِ خوارہ

اس وقت عارف محقق تسلیم و رضا سے کام لیتا ہے اور اگر اس گھٹن اور بے چینی میں اسکی جان نکل جائے تو یہ شہیدِ اکبر ہوگا۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے ایک ایسے ہی شخص کی نسبت فرمایا تھا کہ اگر اس حالت میں مر گیا تو شہید ہوگا۔ کیونکہ مقتول فی سبیل اللہ کو جو شہیدِ اکبر کہتے ہیں اسکی وجہ بھی محبت ہی تو ہے کیونکہ اعلیٰ کلمۃ اللہ کیلئے عاشقِ محب ہی جان دے سکتا ہے۔ جب بنائے شہادت محبت پر ہے تو محب عاشقِ خواہ بستر ہی پر مرے وہ شہید ہوگا۔ (ارضاء الحق حصہ دوم)

۵۔ فرمایا: مولانا محمد منیر صاحبؒ نانوتہ میں ایک بزرگ تھے، ایک دفعہ ان کے ہاتھ سے مدرسہ دیوبند کی ایک امانت ضائع ہوگئی۔ سفر میں کسی نے چرائی اور رقم زیادہ تھی، انہوں نے فوراً مدرسہ میں اطلاع کر دی کہ وہ امانت میرے پاس سے پوری ہوگئی، لیکن میں ضمان ادا کر دوں گا۔ مدرسہ والوں نے چاہا کہ مولوی صاحب سے ضمان نہ لیں۔ کیونکہ ان کی دیانت پر پورا اعتماد تھا کہ انہوں نے قصداً حفاظت میں کوتاہی نہیں کی۔ اور ایسی حالت میں شرعاً امین پر ضمان نہیں چنانچہ ان سے کہا گیا تو انہوں نے اسکو منظور نہ کیا اور کہا مجھے بدوں ضمان دے چھین نہ آئے گا۔ مدرسہ والوں نے حضرت مولانا گنگوہیؒ سے عرض کیا کہ حضرت مولوی منیر صاحبؒ نہیں مانتے، مدرسہ کا ضمان ادا کرنا چاہتے ہیں اگر آپ فتویٰ لکھ دیں تو شاید ان جاثین کیونکہ مولانا گنگوہیؒ کو ساری جماعت بڑا مانتی تھی اور مولانا کے فتویٰ پر ہر شخص کو پورا اعتماد تھا۔ حضرت نے فتویٰ لکھ دیا کہ جب امین نے حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو تو اس پر شرعاً ضمان نہیں۔ مدرسہ والوں نے یہ فتویٰ مولوی منیر صاحبؒ کو لاکھ دکھایا سو حالانکہ مولوی منیر صاحبؒ مولانا گنگوہیؒ کا بڑا ادب کرتے تھے مگر اس وقت یہ فتویٰ دیکھ کر ان کو بڑا جوش آیا اور ہم عمری کے سبب ناز کے لہجہ میں فرمایا بس میاں رشید احمدؒ نے ساری فقہ میرے ہی واسطے پڑھی تھی۔ ذرا وہ اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں اگر ان کے ہاتھ سے مدرسہ کی امانت ضائع

ہو جاتی تو کیا وہ خود بھی اس فتویٰ پر عمل کرتے یا بدوں ادا کئے عین نہ ملتا۔ بے جاؤ میں کسی کا فتویٰ نہیں دیکھنا چاہتا۔ حضرت انہوں نے نہیں مانا۔ اور زمین بیچ کر یا نہ معلوم کس طرح مدرسہ کی رقم ادا کی۔ (ارضاء الحق حصہ دوم ص ۷۷)

حدیث شریف میں ہے اِسْتَفْتَيْتَ قَلْبَكَ ذَلَمَ اَفْتَاكَ الْمُعْتَمِدُونَ۔ اپنے دل سے فتویٰ لو، اگرچہ مفتی فتویٰ بھی دے دیں۔ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا حضرت جب دل کو گنتی ہے اس وقت جواز کے سارے فتوے رکھے رہ جاتے ہیں اور اس وقت تک عین نہیں ملتا۔ جب تک کھٹک کی بات کو دور نہ کیا جائے۔

۵۲۔ فرمایا حضرت مولانا گنگوہیؒ کی مجلس میں ایک دیہاتی شخص نے دوسرے سے آہستہ سے کہا کہ حضرتؒ نے جو فلاں مسجد کی درستی کا اتہام فرمایا ہے۔ حضرت کو کشف ہوا تھا۔ مولاناؒ نے یہ بات سن لی۔ پکار کر فرمایا مجھ کو کشف وغیرہ کچھ نہیں ہوا جو کوئی میری نسبت ایسا خیال رکھے وہ غلط ہے۔ تو وہ صاحب چپکے سے دوسرے آدمی سے کیا کہتے ہیں کہ پڑے کہو، انہیں کہنے دو انہیں کشف ہوا تھا۔ اب بھلا اس کا بھی کچھ علاج ہے کہ شیخ کی تردید کے بعد بھی اسکی بات نہیں مانی جاتی اور اپنے اعتقاد پر اصرار کیا جاتا ہے۔ (تحقیق الشکر ص ۹)

۵۳۔ فرمایا گنوار کوئی پڑھے لکھے نہیں مگر پڑھے لکھوں سے زیادہ نہیں ہیں۔ دین سے منہم بھی درست ہو جاتا ہے اس درستی منہم پر ایک واقعہ یاد آیا کہ ایک شخص گنوار حضرت مولانا گنگوہیؒ کی خدمت میں آیا اور کہا مولوی جی مجھے مرید کر لو حضرت نے فرمایا کہ اچھا بھائی آ۔ مرید کرتے ہوئے جو باتیں کہلاتے ہیں، کہ نماز پڑھو روزہ رکھا کر سب کچھ کہلو الیا۔ جب مولانا اپنی باتیں پوری فرما چکے تو آپ کہتے ہیں کہ مولوی جی تم نے انیم سے تو توبہ کرائی نہیں۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ بھائی مجھے کیا خبر کہ تو انیم بھی کھاتا ہے۔ حضرت چونکہ طبیب تھے بانتے تھے کہ چونکہ انیم کا چھوڑنا دفعۃً مشکل ہے اور طالب کی حالت کی رعایت ضروری ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ کتنی کھایا کرتے ہو۔ میرے ہاتھ پر رکھ دو۔ اس نے گولی بنا کر حضرت کے ہاتھ پر رکھ دی حضرتؒ نے اس میں سے کچھ کم کر کے گولی اس کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا کہ اتنی کھالیا کر پھر مشورہ کر لینا۔ وہ شخص کچھ دیر خاموش بیٹھ کر کہنے لگا، اہی مولوی جی جب توبہ ہی کر لی پھر اتنی اور اتنی کیا، یہ کہہ کر انیون کی ڈبیہ نکال کر دیوار پر ماری اور یہ کہا اری انیم جا میں نے تجھے چھوڑ دیا، بس یہ کہہ کر بھیجا کہ مولوی جی دعا کر دیجو کہ میں اچھا ہو جاؤں مگر انیم نہ کھاؤں گا۔ غرض بری حالت تک نوبت

بہنچی، مرتے مرتے بچا مگر اچھا ہو گیا، تندرست ہو کر حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے پوچھا کون۔؟ کہا میں ہوں انیم والا اور سارا قصہ بیان کیا۔ اس کے بعد دو روپے پیش کئے۔ مولاناؒ نے کسی قدر عذر کے بعد ورجوئی کیلئے قبول فرمائے تو آپ کہتے ہیں کہ اچھی مولوی جی یہ تو تم نے پوچھا ہی نہیں یہ کیسے روپے ہیں۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ بھائی اب بتلا دے کیسے روپے ہیں۔ اس نے کہا یہ روپے انیم کے ہیں حضرتؑ نے پوچھا انیم کے کیسے۔ اس نے کہا کہ میں دو روپے کی انیم مہینہ میں کھاتا تھا۔ جب میں نے انیم سے توبہ کی نفس بڑا خوش ہوا کہ اب دو روپے ہار بچیں گے۔ میں نے کہا یہ تو دین میں دنیا مل گئی، بس میں نے نفس سے کہا کہ یہ یاد رکھو کہ یہ روپیہ تیرے پاس نہ چھوڑوں گا، یہ مت سمجھ کہ تجھے دوں گا، بلکہ اسی وقت خیریت کر لی تھی کہ جتنے کی انیم کھایا کرتا تھا وہ پیر کو دیا کروں گا۔ پس یہ دو روپیہ ہار آپ کو آیا کریں گے۔ دیکھا آپ نے یہ گنوار کی حکایت ہے جس کو کھنا پڑھنا کچھ نہ آتا تھا مگر دین کی سمجھ اسی تھی کہ دین دنیا کی آمیزش کو ذرا سمجھ گیا۔ (خیر المال للرجال ص ۲۷ الاستغفار ص ۲۹ الاعتاظ بالغیر ص ۱۳)

حقیر نے شمس الاسلام حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی دامت برکاتہم سے سنا کہ حضرت حکیم الامتؒ کے یہاں میں نے دیکھا کہ ایک دیہاتی نے دوسرے دیہاتی سے کہا کہ مسلمان ایک ہوں دوسرے نے کہا ایک ہوں اور نیک ہوں۔ حضرت افغانیؒ نے فرمایا کہ یہ تعلیم کسی یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد بھی نہیں ملتی یہ اہل اللہ کے قدموں میں پہننے کے بعد حاصل ہوتی ہے، کیونکہ دونوں ان پڑھ تھے مگر کسی سمجھ کی بات کہی۔

باقی اس دیہاتی کے انداز گفتگو سے حضرت گنگوہیؒ کو ناگوار نہیں ہوا کیونکہ اس میں اخلاص اور سادگی تھی نصیحت نہ تھا۔ حضرت حکیم الامتؒ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی ان کا مرید تھا۔ ایک دفع جب حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو استفسار فرمایا کہ فلاں شاہ صاحب کے پاس تم جاتے ہو۔ ایک فاسد العقیدہ بدعتی ان کے گاؤں آیا کرتا تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت حکیم الامتؒ نے اسے ڈانٹا۔ دوسری مرتبہ جب وہ حاضر ہوا تو پوچھا اب بھی کسی کے پاس جاتے ہو تو اس نے کہا اب تو تیرا ہی پڑا پکڑ لیا ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں اس کے یہ کہنے سے مجھے آپ حضرتؒ وغیرہ وغیرہ کہنے والوں سے زیادہ مسرت ہوئی اور میں نے بار بار اس سے یہی کہلایا، سبب یہ ہے کہ اس میں نصیحت نہ تھا۔

۵۴۔ فرمایا حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص میرے ایک مرید کو ہٹا دے

تو نبی مرید ایک آنہ اور مولوی کے ہٹانے پر نبی مولوی چار آنے لے لے۔ غرض یہ ہے کہ جو شخص نادان ہے اسکو شیخ سے بھی برائے نام محبت ہوگی۔ نادان کی دوستی رہ نہیں سکتی وہ معمولی بات کو بھی بزرگی کے خلاف سمجھے گا۔ اور غیر معتقد ہو جائے گا، اسکی نظر جہل کے سبب اکثر عیوب کی طرف ہی زیادہ ہوگی اور کمالات کو تو وہ بانٹا ہی نہیں ان پر تو اسکی نظر کیا ہوتی۔ سچی محبت اسی کو ہوگی جسکو شیخ کی معرفت ہوگی اور شیخ کی معرفت اس کے اتباع سے ہوگی۔

(خیر المال للرجال ص ۱۳)

۵۵۔ فرمایا چھٹا طبقہ وہ ہے کہ انہوں نے عمل بھی وہی کئے جو اس کیلئے موضوع ہے لیکن فضائل وہ طلب کئے جن کا عطا ہونا عادت الہیہ کے خلاف ہے ایسی تنابھی شرع کے خلاف ہے۔ ایک شخص ہم کو ملے جو قطبیت کے طالب تھے حضرت مولانا گنگوہیؒ کے یہاں وہ گئے وہ بھی پسند نہ آئے، جب میں گنگوہ گیا، حضرتؒ نے فرمایا کہ بھائی وہ فلاں شخص آئے تھے قطبیت کے طالب تھے۔ یہاں قطبیت کہاں تھی، اس لئے چلے گئے۔ یاد رکھو قطبیت اور غوثیت مکتب نہیں ہے۔ (اسباب الفضائل ص ۲۳)

یعنی قطب اور غوث اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ سے بنتے ہیں۔ وَاللّٰهُ يُخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ باقی بزرگان بیعت و مجاہدہ اصلاح نفس و اخلاق کیلئے کراتے ہیں۔ قطب و غوث بنانا ان کے اختیار میں نہیں ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے وار و رسن کہاں سچ ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اور جسکی قسمت ازل سے خراب ہے۔ بزرگوں اور کامل اولیاء کی سعی سے بھی ان کی اصلاح نہیں ہوتی۔

تہی دستاں قسمت راجہ سودا زہر کمال خضر از آب حیراں تشنہ نے وار و سکندر

ماں شیخ وسیلہ ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انعامات کی بارش کرتے ہیں۔ اسی لئے شیخ سے بیعت ہونے کیلئے کہا جاتا ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کا ارشاد ہے کہ اگر مرید زور آور ہوگا تو ہم کو جنت میں لے جائے گا۔ اور اگر ہم زور آور ہوں گے تو مرید کو جنت میں لے جائیں گے۔

۵۶۔ فرمایا یہاں بعض لوگ آتے ہیں اور یہ نہیں بتلا تے کہ کس غرض سے آئے ہیں۔ اور

بار بار پوچھنے پر بھی یہی کہتے رہتے ہیں کہ زیارت کیلئے آئے ہیں۔ مولانا گنگوہیؒ اس کا خوب جواب دیا کرتے تھے کہ میں زیارت تو ہو چکی اب اصل بات کہو۔ اور میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ دیکھو کئی بار کے کے پوچھنے پر بھی تم نے یہی جواب دیا تو بہت اچھا۔ اگر صرف زیارت کو آئے ہو تو اگر کچھ کہو گے تو میں نہ سنوں گا۔ اب میں اپنے کام میں لگتا ہوں۔ اگر کچھ کہنا ہو تو اب بھی کہہ لو اس کے بعد وہ کہنا شروع کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف زیارت مطلوب نہ تھی اور اگر کوئی اس وقت بھی نہ بتلائے تو بعض اوقات میں پھر نہیں سنتا ہوں، کہنے سے روک دیتا ہوں۔ اس پر لوگ کہتے ہیں کہ بہت روکھے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم بہت سونکھے ہو۔ سالن بخل میں دبا رکھا ہے۔ تو توجہ بہتے کہ روٹی کے ساتھ سالن سامنے رکھ دیتے پھر جب اس کے بعد اصلی بات کہتے ہیں تو اس میں بھی کنایات سے کام لیتے ہیں کوئی کہتا ہے مجھے خادم بنا لیجئے یا غلامی میں لے لیجئے، پہلے تو لفظ ارادہ بیعت کیلئے کافی تھا، مگر اب تجربہ ہوا کہ ناکافی ہے۔ (المورد الفرسخی فی المورد البرزخی ص ۷۸) ہمیں چاہئے کہ بزرگوں کو رونق نہ کریں۔ ان کے اوقات بہت مصروف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا وقت ضائع نہ کرنا چاہئے اللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔

۵۔ فرمایا: حضرت مولانا گنگوہیؒ کے پاس ایک شخص آیا اور مسئلہ پوچھا کہ آدھا چرواہا کٹ کر کنوئیں میں گر پڑا۔ کتنے ڈول نکالے جاہیں تو ایک معقولی صاحب جلدی سے بولے کہ تیرہ ڈول نکال دو۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ تو احمق ہے۔ سارا پانی نکال دو، کنواں ناپاک ہو گیا۔ بعد میں معقولی صاحب نے حضرت سے پوچھا کہ پورا چرواہا گر پڑے اور مر جائے تو بیس سے تیس ڈول تک کا حکم ہے اور آدمی دم گرنے پر آپ نے سارا پانی نکالنا واجب کر دیا، اسکی کیا دلیل ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم نے تیرہ ڈول کس دلیل سے بتلائے، کہا میں نے بیس اور تیس کا اوسط پیمیں نکالا۔ پھر جب پورا چرواہا گرنا تو پیمیں ڈول ہوئے۔ اب آدھا گرا ہے تو پیمیں کا آدھا ساڑھے بارہ ہوتے تھے میں نے کمر کو پورا کر کے تیرہ ڈول بتلاوے اور پورا نکالنا واجب ہو تو اٹھتے اعظم من التجزئہ کے خلاف لازم آتا ہے اور اپنی حماقت سے یہ نہ سمجھا کہ کٹ کر گرا ہے تو کنوئیں میں دم مسفوح گرا اور دم مسفوح کا ایک قطرہ ہی کنوئیں کو ناپاک کرنے کیلئے کافی ہے۔ اگر معقولی صاحب کو اس کا ہوش ہوتا تو سمجھنے کے واقعی میرا حساب غلط تھا۔ (الرحیل الی الخلیل ص ۷۸)

صدر نو شہرہ
دہلی روڈ لاہور کینٹ

دیرینہ پیچیدہ، روحانی جسمانی
جہاں شفاء خانہ رحمتیہ
امراض کے خاص معالج